الفضل بیدِ اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسیٰ اَن یبعثک ربک مقاماً محموداً

اللہ اکبر

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY ALFAZL QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام مینیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح چندہ پیشگی

سالانہ ۱۲ روپے — ششماہی ۷ روپے — سہ ماہی ۳ روپے

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

تار کا پتہ: الفضل قادیان

جلد ۲۴ | مورخہ ۱۳ر شعبان ... اکتوبر ۱۹۳۶ء | نمبر ۱۰۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ناقص العمل انسان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے

"اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ کسی طرح مولیٰ کریم راضی ہو جائے۔ ہر ایک سعادت اس کی رضا سے حاصل ہو جاتی ہے۔ دنیا میں جو کچھ انسان رسوم کے طور پر کرتا ہے۔ وہ کچھ چیز نہیں ہے۔ مگر جو کچھ خالصاً رضائے اللہ کے حاصل کرنے کے لئے صدق قدم سے کیا جاتا ہے۔ وہ عمل صالح ہے جس کی انسان کو ضرورت ہے۔ عمل صالح بڑی ہی نعمت ہے۔ خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور قرب حضرت احدیت حاصل ہوتا ہے۔ مگر جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح عمل صالح کے برکات اس کی آخری خیر میں مخفی ہوتے ہیں۔ جو شخص آخر تک پہونچتا ہے۔ اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہونچاتا ہے۔ وہ ان برکات سے متمتع ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص درمیان سے ہر عمل صالح کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس کو اپنے کمال مطلوب تک نہیں پہونچاتا۔ وہ ان برکات سے محروم رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اکثر لوگ باوجود اس کے کہ کچھ کچھ عمل صالح بجا لاتے ہیں۔ برکات ان اعمال کے ان میں نمایاں نہیں ہوتے۔ کیونکہ جب تک کوئی میوہ خام ہے۔ وہ پختہ اور رسیدہ میوہ کی لذت نہیں بخش سکتا۔ سب برکتیں کمال میں ہیں۔ اور عمل ناتمام میں کوئی برکت نہیں۔ بلکہ بسا اوقات ناقص العمل انسان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اور ان لوگوں میں جا ملتا ہے۔ کہ خسر الدنیا والآخرۃ ہیں" (مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۴)

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ر اکتوبر۔ آج پونے سات بجے صبح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے آج ہی بذریعہ ریل عازم سندھ ہوئے۔

جناب مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال بھی حضور کے ہمراہ گئے ہیں۔ اس سفر کے دوران میں شیخ یوسف علی صاحب بی۔ اے پرائیویٹ سکرٹری کے فرائض سرانجام دیں گے۔ مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر فرمایا۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضرت ممدوحہ کو اسہال اور ضعف کی تکلیف بدستور ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اطلاع

(نامہ نگار الفضل کا تار)

اوکاڑہ۔ ۲۸ر اکتوبر۔ آج صبح ساڑھے آٹھ بجے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بذریعہ موٹر بخیروعافیت لاہور پہنچے۔ اور بذریعہ کراچی میل عازم سندھ ہوگئے۔ احباب جماعت احمدیہ لاہور نے نہایت شاندار طور پر حضور کو الوداع کہا۔ اور اللہ اکبر کے نعروں میں میل روانہ ہوگئی۔ صبح حضور کو کھانسی کی زیادہ تکلیف تھی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛؛

ذکرِ حبیب ؑ

یعنی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک کی باتیں

۹۔ ہمارے لئے اللہ کی وکالت کافی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں ان کے حکم کی تعمیل میں سیالکوٹ میں ملازمت کر لی تھی۔ اور سیالکوٹ میں ہی رہتے تھے۔ تو اس وقت آپ کے ایک دوست لالہ بھیم سین صاحب تھے۔ جنہوں نے آپ کے ساتھ ہی امتحان مختاری کا دیا تھا۔ اور حضور کو الہاماً بتلایا گیا تھا۔ کہ لالہ بھیم سین صاحب امتحان میں پاس ہوجائینگے۔ اور حضور نہیں ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لالہ بھیم سین صاحب وکیل بن گئے۔ مگر حضور کے واسطے اللہ تعالےٰ نے ایک روحانی وکالت مقدر رکھی تھی۔ لالہ بھیم سین صاحب ایک شریف آدمی تھے۔ اور حضور کے ساتھ ان کے مراسم بعد میں بھی قائم رہے۔ جب حضور آخری دفعہ سیالکوٹ تشریف لے گئے اور لیکچر ہوا۔ تو حضور لالہ بھیم سین صاحب سے ملنے کیواسطے ان کے مکان پر تشریف لے گئے تھے۔ عاجز راقم بھی اس وقت حضور کے ہمرکاب تھا۔ اس کے بعد جب کرم دین والا مقدمہ ہوا۔ تو لالہ بھیم سین صاحب نے حضرت صاحب کو لکھا۔ کہ میرا بیٹا ولایت سے بیرسٹر ہو کر آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ حضور کے مقدمہ کی پیروی کرے۔ تاکہ حضور کی خدمت کرنے سے اسے برکت حاصل ہو۔ مگر حضور نے شکریہ کے ساتھ لکھدیا۔ کہ آپ کے بیٹے کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ اور ایک مجلس میں اس امر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ میں ڈرتا ہوں۔ کہ اس طرح اس بیرسٹر سے امداد لینا کہیں ہمارے واسطے ایسا نہ ہوجائے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے ساتھی قیدی سے رہائی کے واسطے امداد چاہی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کی رہائی دو سال اور پیچھے پڑگئی اس قیدی کو رہا ہونے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کی بات ہی بھول گئی ؛؛

(مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ۸ر اکتوبر ۱۹۳۶ء)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۷ر اکتوبر ۱۹۳۶ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
۱۸۱۹ تا ۱۸۲۳	محمد منیر صاحب مع اہل و عیال ۵ کس	نواب شاہ سندھ	۱۸۳۴	نور محمد صاحب	لائلپور
۱۸۲۴	چوہدری محمد دین صاحب	لائلپور	۱۸۳۵	چوہدری چراغدین صاحب	〃
۱۸۲۵	نظام الدین صاحب	〃	۱۸۳۶	مہر اللہ دتا صاحب	〃
۱۸۲۶	فرزند علی صاحب	〃	۱۸۳۷	نواب بی بی صاحبہ	〃
۱۸۲۷	جمال الدین صاحب	〃	۱۸۳۸	بشیر احمد صاحب	〃
۱۸۲۸	نواب الدین صاحب	〃	۱۸۳۹	نذیر احمد صاحب	〃
۱۸۲۹	فتح بی بی صاحبہ	〃	۱۸۴۰	چوہدری رحمت اللہ صاحب	〃
۱۸۳۰	راج بیگم صاحبہ	〃	۱۸۴۱	میاں غلام محمد صاحب	〃
۱۸۳۱	اللہ رکھی صاحبہ	〃	۱۸۴۲	اہلیہ صاحبہ 〃 〃	〃
۱۸۳۲	محمد الدین صاحب	〃	۱۸۴۳	والدہ صاحبہ 〃 〃	〃
۱۸۳۳	چراغ بی بی صاحبہ	〃	۱۸۴۴	رحمت علی صاحب	ہوشیارپور

اعلان نکاح

۲۳ر اکتوبر مسجد نور میں نماز جمعہ کے بعد سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے میرے بڑے بھائی صاحبزادہ سید احمد ابوالحسن صاحب قدسی پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان کا نکاح رضیہ بیگم صاحبہ نواسی حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ مہر پڑھا۔ سب احمدی احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے دین اور دنیا میں بابرکت اور نیک ثمرات کا موجب بنائے۔

(خاکسار صاحبزادہ سید محمد طیب احمدی۔ سرائے نورنگ بنوں)

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے خالہ زاد بھائی مولوی فیروز الدین صاحب جہلم میں سخت بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار احسان علی قادیان (۲) بندہ کے مقدمہ کی آئندہ پیشی ۷ر نومبر ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ خداوند تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے بندہ کو بری کردے۔ (خاکسار فتح محمد از کراچی (۳) سید محمود احمد صاحب و عبدالحمید صاحب غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار بشیر احمد شاہ قادیان

ولادت

۱۔ خاکسار کے ہاں ۲۱ر اکتوبر لڑکا تولد ہوا۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بچہ کا نام حمید احمد تجویز فرمایا ہے۔ احباب بچہ کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کریں۔ خاکسار نصر اللہ خاں بھروکے ورکاں (۲) ۲۶ر اکتوبر مولوی غلام احمد صاحب ارشد کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ احباب درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کریں۔ خاکسار عطاء الرحمٰن قادیان (۳) خاکسار کے ہاں ۱۰ر اکتوبر لڑکا تولد ہوا۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مولود کا نام کریم اللہ تجویز فرمایا ہے۔ احباب مولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد عبداللہ اوورسیر قادیان

دعائے مغفرت

راجہ ولی محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پارٹی کی والدہ صاحبہ ۱۰ر اکتوبر بعمر ۷۰ سال فوت ہوگئیں مرحومہ بہت مخلص احمدی تھیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ [illegible]

الفضل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ شعبان ۱۳۵۵ھ

احرار کانفرنس کا نہایت گھناؤنا اور تاریک رُخ

احرار نے حال میں پولیٹکل کانفرنس منعقد کرنے کا اہتمام تو اس لئے کیا تھا۔ کہ اَن پڑھ دیہاتیوں کا بہت بڑا ہجوم لاہور کی مفت کی سیر کا شوق دلا کر جمع کر لیں۔ اور پھر شور و شر کے ذریعہ یہ ظاہر کریں۔ کہ انہیں اب بھی مسلمانوں میں کافی اثر اور رسُوخ حاصل ہے۔ لیکن ان کی یہ تدبیر ان کی ذلت و رسوائی میں اور اضافہ کا موجب بن گئی۔ سب سے پہلے تو صدر احرار کانفرنس کو نہ صرف مسلمانانِ لاہور کے کسی طبقہ نے کوئی وقعت نہ دی۔ بلکہ متعدد مقامات پر سیاہ جھنڈیوں سے اس کا استقبال کیا گیا۔ اور اس کا جلوس اس سُرعت کے ساتھ شہر میں پھرا۔ کہ اس جلوس کی تیز رفتاری ایک ریکارڈ قرار پا چکی ہے پھر ایک بیڑی مجسٹریٹ ایک مجسٹریٹ درجہ اول سی آئی۔ ڈی پولیس اور مقامی پولیس کی ایک کافی تعداد میں گھرا ہونا ایک خاص خصوصیّت تھی۔

احرار۔ صدر احرار اور ان کے امیر شریعت مدار نے جلوس کو شاندار اور دلچسپ بنانے کے لئے ممکن سے ممکن سامان فراہم کرنے میں پوری سرگرمی دکھائی چنانچہ بینڈ باجا کے علاوہ زمیندار ۲۴ ر اکتوبر) کا بیان ہے۔ کہ "جلوس کے آگے آگے ایک برہنہ عورت چل رہی تھی"۔ "تمام مساجد کے سامنے کھڑے ہو کر باجا اور ڈھول زور زور سے بجایا گیا"۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ "اس جلوس نے مسلمانانِ لاہور کے دلوں میں ناسور پیدا کر دیئے ہیں۔ مسلمان ہر بازار اور ہر محلہ میں اہل جلوس کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے رہے ہیں۔ مختلف مقامات پر احراری رضاکاروں اور عام مسلمانوں کے درمیان تصادم ہوا"۔ "بعض محلوں میں خواتین نے احرار کا سیاپا کیا"۔

اس عزت افزائی کا اثر یہ ہوا۔ کہ احرار بوکھلا گئے۔ اور سخت برہم ہو کر اپنے مایۂ ناز ہتھیار بدزبانی پر اُتر آئے اور آخری دن کے اجلاس میں مولوی حبیب الرحمٰن صدر احرار۔ مولوی غلام غوث سرحدی۔ اور مسٹر مظہر علی اظہر نے مولوی ظفر علی۔ ملک لال خاں اور ڈاکٹر محمد عالم کے نام لے لے کر وہ دادِ دشنام طرازی دی۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ اور تو اور احرار کے مدح خواں "احسان" کو بھی کہنا ہی پڑا۔ کہ "احرار کا یہ اجتماع ضبط و تنظیم اور قوت و جمعیت کی نمائش کے اعتبار سے ایک شاندار اجتماع تھا۔ لیکن اس تصویر کا ایک دوسرا رُخ بھی ہے۔ بےحد گھناؤنا اور تاریک۔ جس کی ایک جھلک بھی جبینِ شرافت کو عرق عرق کر دینے کے لئے کافی ہے"۔

"در اصل مولانا حبیب الرحمٰن کی زبان نے احرار کو جتنا نقصان پہنچایا ہے مسلمانانِ لاہور کی مخالفت بھی اسے اتنا نقصان نہیں پہونچا سکی۔ قوت و اختیار کامرانی و سربلندی کا نقشہ ہمیشہ ان کی زبان کو بےقابو کر دیتا ہے۔ وہ جب اپنے آپ کو تین ہزار رضاکاروں کے ہجوم میں گھرا ہوا پاتے ہیں۔ تو انہیں اپنی ذمہ داریوں کا قطعًا خیال نہیں رہتا۔ یہ درست ہے۔ کہ احرار کے پنڈال کے باہر نعرے لگانا بےحد ناشائستہ حرکت تھی۔ لیکن اگر وہ محاسبہ نفس کی زحمت گوارا فرمائیں۔ اپنی اگلی پچھلی سرگرمیوں پر نظر ڈالیں۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ احرار کے خلاف مسلمانوں کے ایک گروہ کا جوشِ غضب خود بزرگانِ احرار کی قدیم حکمتِ عملی کی مخلوق ہے۔ اور اہلِ لاہور کی یہ ذہنیت جس کا شکوہ وہ آج تلخ انداز میں فرما رہے ہیں۔ ایک حد تک خود ان کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ابتداء میں احرار کی یہ حالت تھی۔ کہ جو اسلامی تحریک ان کے سامنے آئی۔ انہوں نے اسے اختیار کر لیا۔ مغل پورہ کی تحریک شروع ہوئی۔ اور احرار سامنے آ گئے۔ کشمیر کی تحریک کا آغاز ہوا۔ اور احرار نے اس کی باگ ڈور سنبھال لی مسلمانوں میں میرزائیوں کی مخالفت کا طوفان اٹھا اور احرار اس تحریک میں سب سے پیش پیش نظر آنے لگے۔ اس لئے اگر لوگ آج بھی احرار سے اس قسم کی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں۔ اور انہیں مجروح ہوتے دیکھ کر جوشِ غضب میں بھر جاتے ہیں۔ تو انہیں معذور سمجھنا چاہیئے"۔

اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ احرار مسلمانوں کی نگاہ میں روز بروز زیادہ سے زیادہ ذلیل و رسوا ہوتے جا رہے ہیں۔ وہاں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ عام مسلمانوں کے اخلاق کو تباہ کرنے انہیں خانہ جنگی میں مبتلا کرنے ان میں شورش اور فتنہ و فساد کے جراثیم پیدا کرنے کے مجرم بھی یہی لوگ ہیں اور اب چاہ کن را چاہ درپیش کے مصداق بننے پر ان کا چیخنا چلانا بالکل فضول اور بیہودہ ہے

احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف جب فتنہ و فساد کی طرح ڈالی۔ بدزبانی اور بدگوئی کی راہ کھولی۔ ایذا رسانی اور تکلیف دہی کے لئے عوام کو اشتعال دلانا بلکہ اس پر عمل کرانا شروع کیا۔ تو ہم نے اسی وقت کہدیا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ تو ہر مصیبت اور تکلیف بخندہ پیشانی برداشت کر لیگی اور مصائب کی ہر بھٹی سے کندن بنکر نکلے گی۔ انشاء اللہ۔ لیکن عوام کے اخلاق اور جذبۂ شرافت و انسانیت کو احرار جس بُری طرح کچل رہے ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ کسی بات پر متحد نہ ہو سکیں گے۔ اور ایک دوسرے کے گلوگیر ہو کر اپنی تباہی کے سامان مہیا کرتے رہینگے اب دیکھ لو۔ یہ بات حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ یا نہیں۔ جماعت احمدیہ کی وہ مخالفت جسے معاندین احمدیت بھی "طوفان" قرار دیتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا کیا بگاڑ سکی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ قربانی اور ایثار اور فداکاری میں اس مقام سے بہت بلند درجہ پر ہے۔ جہاں احرار کے فتنہ سے قبل تھی۔ اور دُنیا پر ثابت کر چکی ہے۔ کہ دُنیا کی بڑی سے بڑی مخالفت بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ ادھر احرار مسلمانوں میں جو خانہ جنگی کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ اور قدم قدم پر جس طرح خود ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ وہ بھی نہایت عبرتناک نظارہ ہے۔

احرار سے امتیازی سلوک

اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ لاہور کے ایک نیلی پوش کو ایک مجسٹریٹ درجہ اول نے اس وجہ سے دو روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔ کہ اس نے ۲۲ ر اکتوبر کو آل انڈیا احرار پولیٹکل کانفرنس کے صدر کے خلاف لاہور سٹیشن پر سیاہ جھنڈیوں سے مظاہرہ کیا۔

ہم اس قسم کے مظاہرہ کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور نہ اس بارے میں کسی کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتے ہیں لیکن حکومت سے یہ دریافت کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اگر احرار کے کسی لیڈر کے خلاف سیاہ جھنڈی لہرانا جرم ہے۔ تو احرار کا ہر جماعت کے لیڈروں بلکہ مذہبی پیشواؤں کے خلاف بدزبانی کرنا کیوں جرم نہیں۔ کیا احرار کے لئے کوئی اور قانون ہے۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے اور۔

ایڈیٹر "ہلال" کی زبان بندی

آخر بمبئی کے حکام پر ثابت ہو گیا۔ کہ بمبئی کے حالیہ فسادمیں بمبئی کے اخبار ہلال کے ایڈیٹر صاحب کا بھی ضرور دخل ہے۔ اسی وجہ سے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے ایڈیٹر مذکور کو حکم دیا ہے۔ کہ دو ماہ کے

قرآن مجید کی حکیمانہ ترتیب

(حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے قلم سے)

اللہ تعالےٰ سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع میں فرماتا ہے:-

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ

اور (متقی) وُہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لاتے ہیں

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ

اس پر جو تیری طرف اتارا گیا۔

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

اور اس پر جو تجھ سے پہلے اتارا گیا۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ

اور (تیری) پچھلی (بعثت) پر وُہ یقین رکھتے ہیں

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے متقیوں کی علامتیں گناتا ہوا فرماتا ہے کہ متقی وُہ لوگ ہیں۔ جو اے نبیؐ تیری وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وُہ تجھ سے پہلی وحیوں کو مانتے ہیں۔ اور وُہ تیری پچھلی بعثت پر یقین رکھتے ہیں۔ اس آیت میں وحیوں پر ایمان لانے کی جو ترتیب اختیار کی گئی ہے وُہ بظاہر طبعی ترتیب نہیں نظر آتی۔ کیونکہ زمانہ کے لحاظ سے پہلے سابقہ وحی کا۔ پھر قرآنی وحی کا۔ اور پھر آخری بعثت کا ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ پہلے حضرت موسےٰ و حضرت عیسےٰ علیہم السلام ہیں۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آخری بعثت ہے۔ مگر برخلاف اس طبعی ترتیب کے اس آیت میں پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پھر حضرت موسےٰ و حضرت عیسےٰ علیہم السلام کا اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آخری بعثت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی بجائے اول۔ دوم۔ سوم کے ذکر کے دوم۔ اول۔ اور سوم کا ذکر کیا گیا ہے:۔

پس اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیوں خدا تعالےٰ نے اس آیت میں زمانہ کے لحاظ سے وقوع پذیر ہونے والی ترتیب کو ترک کیا۔ اور کیا وجہ ہے کہ قرآنی وحی کا پہلے ذکر فرمایا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید بعد میں اتارا گیا ہے اور کیوں سابقہ کتب کا بعد میں ذکر فرمایا ہے۔ حالانکہ وُہ قرآن سے پہلے اتاری گئی ہیں:۔

اس سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ بے شک توریت اور انجیل پہلے ہیں اور پھر قرآن مجید۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آخری بعثت یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد۔ مگر باوجود اس کے جو ترتیب قرآن مجید نے اختیار کی ہے۔ وُہی صحیح اور درست ہے۔ اور ذرا سے غور سے اس کی خوبی واضح اور ظاہر ہو جاتی ہے اور وُہ یہ ہے۔

اس آیت میں کتب اور انبیاء کے اُترنے کی زمانی ترتیب کا بیان مقصود نہیں۔ کہ پہلے کون آیا۔ اور پھر کون؟ کیونکہ اس کے بیان کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام پہلے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد میں ہیں۔ اور حضور (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آخری بعثت سب سے پیچھے ہے۔ بلکہ یہاں پر متقی۔ یعنی ایمان لانے والوں کے ایمان کی زمانی ترتیب کا بیان ہے:۔

مثلاً ایمان لانے والوں میں سے بطور نمونہ صحابہؓ کو لو۔ انہوں نے سب سے پہلے توریت اور انجیل کو نہیں مانا۔ اور نہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام پر وُہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ کیونکہ وُہ تو

مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ

تجھے تو پتہ ہی نہ تھا۔ کہ (الہامی) کتاب کیا

وَلَا الْاِیْمَانُ

ہوتی ہے۔ اور ایمان کیا ہوتا ہے:۔ کے مطابق رسالت و نبوت کے سرے سے قائل ہی نہ تھے۔ پس صحابہؓ نے سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مانا اس لئے سب سے پہلے وُہ

یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

وُہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو

اِلَیْكَ

تیری طرف اتارا گیا۔

کے مصداق ہُوئے۔ اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید میں پڑھا۔ کہ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نئے رسول نہیں۔ بلکہ آپؐ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اس لئے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے آپؐ کے ماننے کے بعد آپ سے پہلے رسولوں کو مانا۔ اور اب وُہ

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

اور اس پر جو اتارا گیا تجھ سے پہلے

کے مصداق ہُوگئے:۔

پھر صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو سوال پیدا ہُوا۔ کہ نورِ نبوّت سے ہم ہی مخصوص ہیں۔ یا یہ نعمت اوروں کو بھی مل سکتی ہے۔ اس پر خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یہ سلسلۂ وحی و نبوت بند نہیں۔ بلکہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور بعثت بھی ہونے والی ہے۔ پس اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آخری بعثت کو مان کر

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ

اور پچھلی (بعثت) پر وُہ

یُوْقِنُوْنَ

یقین رکھتے ہیں:۔

کے مصداق ہو گئے:۔

پس اس آیت میں ماننے والوں کے ماننے کی ترتیب کا بیان ہے کہ پہلے صحابہؓ اور مسلمانوں نے آپ کو مانا۔ تبھی تو وُہ مسلمان یا صحابی ہوئے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے نبیوں کو مانا۔ پھر بعد کی پیشگوئیوں کو سُنکر پچھلی بعثت پر ایمان لائے۔ پس گو حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے ہیں۔ مگر ہم مسلمان ان پر بعد میں ایمان لائے ہیں کیونکہ پہلے ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا۔ اور پھر حضورؐ کی تصدیق سے پہلوں کو۔ اور پھر حضور کی بشارت سے پچھلی بعثت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلیم کیا۔ اس لئے ہمارے ماننے کے لحاظ سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھر سابقہ انبیاء علیہم السلام کی۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پچھلی بعثت ہے۔ اور یہ ہے وُہ صحیح اور حقیقتاً طبعی ترتیب۔ جس کو اس آیت میں اختیار کیا گیا ہے۔ اور یہی وُہ حکیمانہ ترتیب ہے۔ جس کی وجہ سے قرآن مجید بجا طور پر کتابِ حکیم کہلانے کا مستحق ہے:۔

مجاہدینِ امریکہ کے متعلق اطلاع

بمبئی ۲۴-اکتوبر (بذریعہ ڈاک) ہم بمبئی پہونچے اسی تاریخ کو جہاز نے روانہ ہونا تھا۔ ہم ٹکٹ وغیرہ روانگی کے لئے خرید چکے تھے۔ کہ جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب کی صاحبزادی کو تحت بخار ہو گیا اس وجہ سے سوار ہونے سے روک دیا گیا۔ لڑکی کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اب طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ ملیریا بخار تھا۔ ہماری روانگی اب انشاء اللہ تعالےٰ اگلے جہاز سے ہو گی احباب۔۔

تزکیۂ نفس

قربِ الٰہی کے اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے طریق

سرورِ دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پُرحکمت و پُرمعرفت کلماتِ طیّبات

"چار باتیں"

(۴)

انبیاء کی سنت

(۱) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ چار باتیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں (۱) حیا کرنا۔ (۲) خوشبو لگانا۔ (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا۔

چار چیزوں کی قلت میں خوبی

(۲) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (۱) اُمّ الادویہ قلۃ الاکل ہے (۲) اُمّ الآداب قلۃ الکلام ہے۔ (۳) اُمّ العبادات قلۃ الذنوب ہے۔ (۴) اور امّ الامانی صبر ہے۔

دونوں جہان کی برکات کا موجب

(۳) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ چار چیزیں ایسی ہیں۔ کہ اگر کسی شخص کو میسر آجائیں۔ تو اس پر دونوں جہانوں کی برکات کا گویا نزول ہو گیا۔ اول شکر گزار دل۔ دوم ہمیشہ ذکرِ الٰہی اور حمدِ خدا سے تر رہنے والی زبان۔ سوم مصائب و آلام پر صبر و تحمل سے کام لینے والا بدن۔ چہارم ایسی بیوی جو اپنے میاں کی ذات یا اس کی مِلک کے متعلق کسی قسم کی خیانت سے کام لینے والی نہ ہو۔

کبیرہ گناہ

(۴) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (۱) اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) والدین کی نافرمانی کرنا۔ (۳) ناحق خون کرنا (۴) اور جھوٹی بات کہنا کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔

منافق کی چار علامتیں

(۵) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ چار باتیں جس شخص میں ہوں وُہ منافق ہے۔ اور جس شخص میں ان میں سے ایک خصلت ہو۔ اُس میں نفاق کی ایک رگ پائی جاتی ہے۔ اور وُہ باتیں یہ ہیں۔ (۱) جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بولے جھوٹ بولے (۳) جب معاہدہ کرے اسکی خلاف ورزی کرے (۴) جب جھگڑے تو گالیاں دے۔

بدبختی کے چار نشان

(۶) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ بدبختی کے چار نشان ہیں (۱) گزرے ہُوئے گناہوں کو بھول جانا حالانکہ وُہ خدا تعالےٰ کو یاد ہیں (۲) گزشتہ نیکیوں کا یاد رکھنا۔ حالانکہ وُہ نہیں جانتا وُہ نیکیاں قبول ہوئیں۔ یا نہیں۔ (۳) دُنیا میں اپنے سے زیادہ مرتبہ رکھنے والے کو حریص نگاہوں سے دیکھنا۔ (۴) دینی معاملات میں اپنے سے کمتر شخص کو دیکھ کر اس سے اپنا مقابلہ کرنا۔

سعادت کی چار علامتیں

اس کے مقابلہ میں سعادت کی بھی چار علامات ہیں (۱) گزشتہ گناہوں کو یاد رکھنا۔ (۲) گزشتہ نیکیوں کو بھلا دینا (۳) دینی معاملات میں اپنے سے زیادہ خدمات کرنے والے کو دیکھنا اور اس کی تقلید کرنا۔ (۴) دُنیوی معاملات میں اپنے سے کمتر شخص کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لانا۔

چار انسانی جوہر

(۷) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ چار انسانی جوہر ہیں جنہیں چار چیزیں ضائع کر دیتی ہیں۔ (۱) عقل جوہر ہے۔ جسے غضب ضائع کر دیتا ہے (۲) دین جوہر ہے۔ جسے حسد تباہ کر دیتا ہے۔ (۳) حیا جوہر ہے جسے طمع ضائع کر دیتا ہے۔ (۴) اور اعمال صالحہ جوہر ہیں۔ جنہیں غیبت تباہ کر دیتی ہے۔

راستہ کے چار حق

(۸) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہیں راستوں میں بیٹھنا پڑے۔ تو راہ کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ راستے کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا۔ (۱) راہ پوچھنے والے کو راہ بتانا۔ (۲) سلام کا جواب دینا (۳) نگاہ نیچی رکھنا۔ (۴) اچھی باتوں کا حکم دینا۔ اور بُری باتوں سے روکنا۔

چار بہترین کلام

(۹) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ بہترین کلام چار ہیں (۱) سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ (۳) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (۴) اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

جنت میں داخل ہونے کے طریق

(۱۰) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ (۱) اے لوگو سلام پھیلاؤ۔ (۲) رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرو۔ (۳) بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ (۴) اور راتوں کو نماز پڑھو۔ جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

چندۂ تحریک جدید ادا کرنیکی آخری تاریخ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی "مالی تحریک جدید" میں وعدہ کرنے والے احباب کرام کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے دفتر کو زیادہ یاددہانیاں کرانے کی اجازت نہیں ہے۔ مگر چونکہ سہو۔ اور بھول انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ اس لئے اس قدر اجازت ہے۔ کہ سال میں ایک دو بار یاددہانی کر دی جائے۔ چنانچہ اس کے ماتحت پہلی یاددہانی ششماہی اول میں کی گئی تھی۔ اور دفتر دوسری یاددہانی کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا تھا۔ مگر اکتوبر کی مجلس مشاورت پر تشریف لانے والے نمائندگان میں سے بعض نے دریافت کیا۔ کہ دوسرے سال کے وعدہ کرنے والوں کو کس تاریخ تک چندہ تحریک جدید ادا کرنا ضروری ہے۔

سو اگرچہ اخبار "الفضل" میں کئی بار یہ اعلان ہو چکا ہے۔ کہ ہندوستان کی جماعتوں کے لئے دوسرے سال کا چندہ تحریک جدید ادا کرنے کی آخری تاریخ یکم دسمبر ۱۹۳۶ء ہے۔ تاہم اب پھر بذریعہ روزنامہ الفضل۔ نیز افراد۔ اور جماعتوں کو بذریعہ خطوط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔ پس جماعتیں اور افراد یاد رکھیں۔ کہ دوسرے سال کا چندہ تحریک جدید ادا کرنے کی آخری تاریخ یکم دسمبر ۱۹۳۶ء ہے۔ سوائے بیرون ہند اور ان افراد یا جماعتوں کے جنہوں نے یکم دسمبر ۱۹۳۶ء کے بعد دسمبر ۱۹۳۶ء یا جنوری ۱۹۳۷ء میں ادا کرنے کی مہلت حاصل کی ہوئی یا اب مہلت حاصل کر لیں۔ وعدہ کرنے والے احباب کو چاہیئے کہ اپنے وعدوں کی رقوم یکم دسمبر ۱۹۳۶ء تک مرکز میں بھیج کر ثواب [illegible] حاصل کریں۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

ضرورتِ مجدّدِ دین اور مولانا ابوالکلام آزاد

کچھ عرصہ ہوا ہندوستان کے مایہ ناز ادیب مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے اپنے بعض خطوط میں جو انہوں نے اپنے ایک دوست کو لکھے۔ یہ بات بڑے زور سے پیش کی تھی۔ کہ قرآن کریم کی موجودگی میں کسی مجدد یا مصلح کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا۔ کہ ہم نہیں جانتے مجدد کیا بلا ہوتی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کو نعوذ باللہ ساقط عن الاعتبار قرار دیا تھا۔ کہ خدا تعالٰے مسلمانوں کی اصلاح اور دین کی تجدید کے لئے ہر صدی کے سر پہ مجدد مبعوث کیا کرے گا۔

اگرچہ "الفضل" میں مولانا کی بعض سابقہ تحریروں سے یہ امر ثابت کر دیا گیا تھا کہ ضرورت مجدد دین کے متعلق ان کے تازہ افکار ان کے سابقہ عقائد کے صریح خلاف ہیں۔ اور یہ کہ وہ آج سے کچھ عرصہ پہلے مجدد دین کی ضرورت تسلیم کر چکے ہیں تاہم اس ضمن میں آپ کے قلم سے نکلی ہوئی بعض اور تحریرات جو بسلسلہ مطالعہ البلاغ اور الہلال سامنے آئیں پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں کمال صفائی کے ساتھ مولانا نے مجدد دین کی ضرورت تسلیم فرمائی ہے۔

آپ البلاغ نمبر ا جلد نمبر ا کے صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"قرآن حکیم میں اگرچہ نبوت کے عام اشتراک جنسی کی بناء پر تمام انبیاء کرام کا نام ایک ساتھ اور ایک حیثیت سے آیا ہے۔ لیکن بعض خصوصیات نوعی کے لحاظ سے اس نے انبیاء کے جو مختلف طبقات قائم کر دیئے ہیں۔ ان میں دو سلسلے علانیہ ممتاز نظر آتے ہیں۔ ایک سلسلہ ان انبیاء مؤسسین کا ہے۔ جنہوں نے اپنی دعوت کے ذریعہ نئی قومیتوں کی بنیاد ڈالی اور جو قدیم عمارتوں کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ از سر نو ایک نئی قومی عمارت بنانے کے لئے آئے تھے۔ دوسرا سلسلہ انبیاء مجددین اور محدثین (بالفتح) کا ہے۔ جنہوں نے کسی نئی امت کی بنیاد نہیں ڈالی۔ بلکہ کسی پیشتر کی قائم شدہ امت صالحہ کی مزید تکمیل و تبلیغ کی۔ یا امتداد عہد تمادیٔ مضلہ واستیلائے بدعات ومحدثات سے اسے نجات دلا کر فرض تجدید واحیاء ادا کیا۔"

الہلال جلد نمبر ۳ صفحہ ۸۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ان تمام احادیث صحیحہ کا تفحص کرو۔ جن میں مجددین اسلام کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے۔ اور اس مشہور حدیث کو پڑھو۔ جس میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو "محدث" کے لقب سے یاد فرمایا ہے ان سب سے نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ کہ امت مرحومہ کی اصلاح کے لئے تاسیس (نئی شریعت) کا اب سدباب ہے اور صرف "تجدید واحیاء" کا سلسلہ باز رکھا گیا ہے ان اللہ تعالٰی یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا"

یہ وہ خیالات اور افکار ہیں جو مولانا آزاد نے آج سے کچھ عرصہ پہلے ظاہر فرمائے۔ اور جن کی صحت وواقعیت اور معقولیت سے کسی عقل مند انسان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور دیدۂ بصیرت رکھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مطابق موجودہ صدی کے سر پہ اصلاح خلق کے لئے خدا تعالٰی کی طرف سے کون مامور ہوا۔ چودھویں صدی کا ۵۵واں سال بھی گذرنے کو ہے۔ لیکن عام مسلمانوں کو ابھی تک کسی کی انتظار ہے۔ اور علماء کہلانے والے تو اب ناامید ہو کر اپنے سابقہ عقیدہ اور اس کے اعلان کے خلاف بالکل انکار پر اتر آئے ہیں۔ مگر متلاشیان حق وصداقت اور تشنگان عرفان ومعرفت کے لئے وقت ہے۔ کہ زمانہ کے مصلح کو پہچانیں جو سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اور کوئی نہیں۔ آپ نہ صرف اس صدی کے مجدد ہیں۔ بلکہ مسیح موعود اور مہدی معہود بھی ہیں۔

مولانا آزاد امت مسلمہ پر تاریکی کا زمانہ آنے کا تذکرہ کرتے ہوئے اس روشنی کی قدر کو پہچاننے کی دعوت دیتے ہیں جس کا اس زمانہ تاریکی میں دنیا کو روشن کرنے کے لئے ظاہر ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"حدیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا جب ایک چھوٹی سی نیکی اتنا ثواب حاصل کرے گی جس قدر بڑی سے بڑی نیکی آج کرتی ہے کیونکہ جب تاریکی بہت بڑھ جاتی ہے اور روشنی کی تمام قندیلیں بجھ جاتی ہیں تو اس وقت دیاسلائی کی ایک تیلی بھی بہت قیمتی ہوتی ہے۔ اور ایک ٹمٹماتا ہوا دیا بھی میسر آجائے تو اسے بجلی کے لیمپ سے بڑھ کر لوگ غنیمت سمجھتے ہیں۔ **یقیناً وہ وقت آگیا۔ تاریکی ہر طرف ہے۔ مگر روشنی کا کوئی سامان نہیں کرتا۔** ایسی حالت میں اگر کسی طرف سے ایک ہلکی سی شعاع بھی نظر آجائے تو اس کی ویسی ہی عزت کرنی چاہیئے۔ جیسی روشنی کے عہد میں کسی قیمتی سے قیمتی فانوس کی کیا کرتے ہیں۔"

(البلاغ جلد اول صفحہ ۱۳۱)

زمانہ حاضرہ کی بداعمالیوں اور اس کی تاریکیوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"آج دنیا پھر تاریک ہے۔ وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے۔ وہ پھر سو گئی ہے جب سے بار بار اسے جگایا گیا تھا۔ اور پھر اسے بھول گئی ہے۔ جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔ اس کا وہ پرانا دکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ وزاری کی اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا۔ آج پھر تازہ ہو گیا ہے۔

"جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی۔ جب کہ اسلام کا ظہور ہوا تھا۔ ویسی ہی تاریکی آج تہذیب وتمدن کے نام سے پھیل رہی ہے جب کہ اسلام اپنی غربت اولیٰ میں مبتلا ہے۔ اگر اس زمانے میں دنیا کی سب سے بڑی تاریکی بت پرستی تھی۔ تو اسی کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے پہلے انسان پتھر کے معبودوں کو پوجتا تھا۔ اب خود اپنے تئیں پوجتا ہے۔ خدا کی پرستش اس وقت بھی نہ تھی۔ اور اس کے پوجنے والے آج بھی نہیں ہیں۔

دنیا کی وہ کونسی پرانی بیماری ہے۔ جو آج پھر عود نہیں کر آئی ہے جب کہ وہ بیمار تھی۔ تو کیا اس کی حالت ایسی ہی نہ تھی۔ جیسی کہ آج ہے۔ پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیمار تھی کروٹیں بدلتی ہو گی۔ اب چاندی اور سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراہتی ہے۔ لیکن بیمار کے بستر کے بدل جانے سے بیماری کی حالت نہیں بدل سکتی۔

انسان لہو ولعب حیات اور غرور غارف دنیوی کے نشے سے شاید ہی کبھی اس درجہ بدمست ہوا ہو گا۔ جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے۔ اس کی معصیت پرستی قدیمی ہے۔ اور شیطان اسی وقت سے موجود ہے۔ جس وقت سے کہ انسان ہے۔ تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر وقاہر کبھی بھی نہ ہوئی تھی۔ اور شیطان کا تخت اس عظمت وودبدبے سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہیں بچھایا گیا تھا۔ جیسا کہ اب قائم ومسلط ہے"

(الہلال جلد چہارم صفحہ ۱۰۳)

خدارا اس حالت پر غور کیجئے جس کا نقشہ مولانا آزاد نے مندرجہ بالا سطور میں کھینچا ہے۔ اور غور کیجئے۔ کہ اگر اب بھی کسی مصلح ربانی کی بعثت کی ضرورت نہیں۔ تو پھر کب ہو گی۔ اور کیا وجہ ہے کہ خدا تعالٰے نے دنیا کو ایسی تاریکی اور ظلمت میں چھوڑ رکھا ہے۔ اور اس کی ہدایت کا کوئی سامان نہیں کیا حقیقت یہ ہے۔ کہ خدا تعالٰے نے آج بھی اسی طرح انتظام کیا ہے جس طرح وہ پہلے کرتا رہا ہے

واقعاتِ عالم پر نظر

۱-پنجاب میں فرقہ وارانہ سوال کا حل (۲) جرمنی کے روس کی نسبت ارادے

۳-ایڈیٹر ”پرتاپ“ کا قابلِ تعریف رویہ

(الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے)

(۱)

پنجاب ہندوستان کا فوجی قلعہ ہے۔ پانچ دریاؤں کی سرزمین آریوں سے لیکر مغل فاتحین تک حملہ آوروں کی یورش کا پہلا میدان رہی ہے۔ قدرت نے اس زمین کو اب پھر مسلمان کے ہاتھ میں دیدیا ہے۔ اس لئے ہندو مہاسبھائی کو یہیں سے خطرہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی خطرہ کو وہ پاکستانی تحریک میں بڑے زور سے محسوس کرتا ہے۔ اور اس کا ایک حل وہ کھٹمانڈو کے سہچروں میں تلاش کرتا ہے۔ اسی کے لئے وہ وزیر اعظم میکڈانلڈ کے فرقہ وارانہ فیصلہ کی مخالفت کرتا ہے۔ گو ہر اعتدال پسند پنجابی احرار طرز کے فلاسفر شاعروں، بے اصول اخبار نویسوں، اسلام کش ملاؤں اور احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر خودکشی کے مرتکب لوگوں کو دیکھکر متامل تھا۔ اور سوچتا تھا کہ آخر پنجاب کا کیا بنے گا؟ لیکن پنجاب سلسلہ احمدیہ کا گھر اور اس میں روحانی عالمگیر تحریک آزادی کا مرکز قادیان ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اس جگہ یونینسٹ پارٹی کے قیام سے پنجاب کی آئندہ مشکل کا حل مہیا فرمادیا۔ اس جدید سیاسی جماعت کو اشتباہ کی نظر سے دیکھا گیا۔ کانگریس اور اس کے ہم خیال اسے حکومت کا آلہ کار اور انتہا پسند ہندو اسے مسلمانوں کی جماعت سمجھتے ہیں۔ مگر دونوں غلط کہتے ہیں۔ اس جماعت میں بنی نوع انسان کے بہی خواہ پنجاب اور ہندوستان کے بہی خیر خواہ اور ہر قوم کے ساتھ انصاف و رواداری کے بے غرض حامی شامل ہیں۔ جو حکومت کے معاملہ میں اعلیٰ اخلاق سے کام لیکر کام کریں گے۔ اس سپرٹ کی تازہ مثال پنجاب کونسل کی صدارت کا جدید انتخاب ہے۔ چوہدری چھوٹو رام غیر متعصب انصاف پسند ہندو زمیندار ہیں۔ اور اچھے پنجابی ہیں۔ یونینسٹ پارٹی نے ان کو صدارت کونسل کا امیدوار تجویز کیا۔ اور باوجود مسلمان کثرت رائے کے اس سوال کو امیدوار کی قابلیت اور موزونیت پر چھوڑ دیا۔ چوہدری صاحب موصوف نے صدر منتخب ہو کر سر عبدالرحیم صدر مرکزی مجلس واضع قوانین کی طرح اعلان کر دیا۔ کہ وہ صدارت کے منصب کو پارٹی بازی سے بالا رکھینگے اور اس طرح اپنی اہلیت کا ثبوت دیا۔ ہمیں تعجب ہے۔ کہ چوہدری صاحب جیسے صدر کے انتخاب پر راجہ نریندر ناتھ کی مہاسبھا پارٹی نے کیوں مجلس سے باہر چلے جانے کا کھیل کھیلا۔ راجہ صاحب کی شخصیت سے واقف ہونے کے باعث ہم حسن ظن سے کام لیتے ہیں۔ اور گمان ہے۔ کہ وہ اس پریذیڈنٹ کو پریذیڈنٹ بنانے کے اصول کی خاطر اختلاف ہوا ہوگا اگر یہ صحیح ہو۔ تو پنجاب موافقت اور مخالفت میں فرقہ وارانہ سوال سے بالا ہونے کے لئے مستحق مبارکباد ہے۔

(۲)

جرمنی کا ڈکٹیٹر ہٹلر پورے زور سے روس کو فتح کرنے کے منصوبوں کو عمل میں لانے کی جد و جہد کر رہا ہے۔ وہ فرانس و انگلستان سے مصالحت کرلینا چاہتا ہے۔ اٹلی و آسٹریا و ہنگری سے حلافت کے تعلقات قائم کر لینے کی کوشش کر رہا ہے۔ مگر روس کی اشتراکیت کو جو یہودی دماغ اور یہودی اثرات کا نتیجہ ہیں۔ تباہ کرنا چاہتا ہے۔ ہٹلر اس کوشش میں اصلح تک نیچے اترنے کو تیار ہے کہ نوآبادیوں کے حصول کا سوال ہی چھوڑ دے۔ اور اس طرح انگلستان و فرانس کو فکر سے آزاد کر دے۔ جرمن جنرل قیصر کے زمانہ میں ۴۰۰ میل کے مغربی محاذ جنگ کو ڈھانکنے کی تجاویز سوچتے تھے۔ اور ان کا نقطۂ مقصد پیرس تھا۔ مگر اب برلن کا رُخ مشرق کی طرف ہے اور ۲۰۰۰ لمبے مشرقی محاذ پر طرحِ جنگ ڈالنے کے خواب ہیں اس یورش کا نقطۂ مقصود اولاً Leningrad لینن گروڈ سابقہ سینٹ پیٹرزبرگ ہوگا۔ اور جرمنی اپنی بحری طاقت کے ذریعہ ساحل بالٹک کی برّی فوج کے ساتھ تعاون کرے گا۔ لتھونیا۔ لٹویا کے مقیم جرمن حملہ آور فوج کا ساتھ دینگے اور نئی نئی چھوٹی ریاستیں اندرونی بغاوت اور بیرونی برّی و بحری و فضائی حملہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔ فن لینڈ پہلے ہی سے جرمن دوست ہے اس لئے کرانسٹاڈ اور لینن گروڈ تک پہونچنا جرمن افواج کو مشکل نہ ہوگا اس کے بعد ماسکو کا رُخ ہوگا۔ اور جرمن مغرب سے جاپانی مشرق سے روس کو دباتے ہوئے سائبیریا کے میدانوں اور یورال کے پہاڑوں میں جلا وطن کرکے مار ڈالیں گے۔ اوکرین کے زرخیز میدان اور سفید روس اور دیگر علاقہ جات میں جرمن نوآبادیات کی ترقی و فلاح کے کافی سامان ہوں گے۔ یہ ہیں ظاہری جرمن ارادے۔ مگر پہلے روس نے حملہ آوروں کو نپولین کی طرح فتح کے بعد شکست دی ہے۔ اس لئے ہٹلر کا کام مشکل اور اے بسا آرزو کہ خاک شدہ کا مصداق معلوم ہوتا ہے۔

(۳)

مہاشہ کرشن ایڈیٹر ”پرتاپ“ و ”پرکاش“ پنجاب کے پرانے اخبار نویس آریہ سماج کے قابل عزت لیڈر ہیں۔ زمانہ نے ان کو انتہا پسند آریہ سماجی پالیٹکس سے نکالکر اب اعتدال پسند روش کی طرف مائل کیا ہے۔ کبھی کبھی حق بات کہنے لگے ہیں۔ آپ نے اردو زبان کی نسبت ۱۷ اکتوبر کے پرکاش میں لکھا ہے۔ ”میں اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھنا نہیں چاہتا۔ اردو میں بھی ہمیں شاندار لٹریچر ملتا ہے۔ اس لئے ہم اردو کو کبھی نہیں چھوڑ سکتے“۔

مہاشہ کرشن کا اپنی قوم کو اردو کے متعلق حق بولنے حق لکھنے اور منصفانہ طریق عمل اختیار کرنے کی طرف مائل کرنا قابل تعریف فعل ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ ہمارے لئے خوشی کا موجب ان کا وہ خط ہے۔ جو انہوں نے ہمارے بھائی ایڈیٹر صاحب ”نور“ کو ”قرآن شریف“ کی بجائے محض ”قرآن“ لکھنے کے سہو پر معافی مانگتے ہوئے لکھا ہے۔ مہاشہ کرشن مذہبًا پکے آریہ سماجی ہیں۔ مگر اخلاق و شرافت جس کا منصب انسانیت کا صحیح مقام ہے۔ قوموں و افراد کے مذہب میں اگر یہ شامل ہو۔ تو ان کو عزت اور زینت دیتا ہے۔

بہرحال مہاشہ کرشن کا رویہ قابلِ تعریف اور بہت امید دلی کا پیش خیمہ ہے۔

دارالانوار کمیٹی کا قرعہ

دارالانوار کمیٹی کے حصہ داران کو بموجب قواعد یہ تو معلوم ہے۔ کہ قرعہ میں انہی احباب کا نام آتا ہے۔ جنکے ذمہ کوئی بقایا نہ ہو۔ اسلئے تمام حصہ داران کو چاہیئے۔ کہ اپنا بقایا پورا کریں تا انکا نام قرعہ میں پڑنے سے رہ نہ جائے۔ گزشتہ دو ماہ میں اکثر حصہ داران نے بقایا صاف کرنیکی کوشش کی ہے۔ مگر بعض کی طرف ابھی بقایا ہے۔ اس لئے پھر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ احباب ماہ نومبر ۱۹۳۶ء میں اپنا بقایا صاف کردیں تا انکا نام بھی قرعہ میں پڑ سکے۔ ماہ اکتوبر ۳۶ء کا قرعہ ڈاکٹر فضل الدین صاحب آف کمپالہ کا نکلا ہے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ (سیکرٹری دارالانوار کمیٹی قادیان)

اچھوت اُدھار اور ہندو دھرم

(۱)

جب سے ڈاکٹر امبیدکار اور ان کے رفقاء نے ہندو دھرم چھوڑ کر کسی اور مذہب کو گرہن کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس وقت سے ہندو دھرم کے نیتا اچھوتوں کو بہکانے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور بہانوں سے کام لے رہے ہیں۔ کبھی وہ اچھوتوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے شاستر اور پوران اچھوتوں کا ادہار کرنا بتاتے ہیں۔ کبھی وہ اس بات کا اپدیش کرتے ہیں۔ کہ وید میں اچھوتوں کے لئے وہی آگیا ہے جو دوجوں کے لئے اور اگر اچھوتوں کے دکھوں کو کوئی دُور کر سکتا ہے۔ تو وہ کیول ہندو دھرم ہی ہے۔ چنانچہ آریہ صاحبان اور سناتن دہری جن کی کتابوں میں اچھوتوں کو حیوانوں سے بدتر کہا گیا ہے۔ وہ بھی آجکل اچھوتوں کو ہندو دھرم کا ایک جز خیال کرتے ہوئے ان کو ہندو دہرم میں رہنے کا زور سے اپدیش کر رہے ہیں۔ اور گاؤں گاؤں جلسے کر کے اچھوتوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ وہ اچھوت پن کا جوا اپنی گردن سے نہ اتارنے پائیں۔

سیاسی شدہی

ہندو دہرم کے نیتاؤں کا اچھوتوں کو ہندو دھرم میں پرویش کرنا یہ ایک سیاسی چال تو ضرور ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے۔ کہ ان کا دھرم اس کو اچھوتوں کے ساتھ ساویانہ حقوق کی اجازت دیتا ہے تو یہ ایک جھوٹ ہے۔ جو محض سیاسی اغراض کے انوسار بولا جا رہا ہے۔ ہندو دہرم کے ودوان خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ وید اور شاستر اچھوتوں کے ساتھ کھان پان اور مجلسی حقوق کی اجازت نہیں دیتے۔ ہاں اگر کسی مصلحت کی وجہ سے ایسا کیا جا رہا ہے۔ تو اور بات ہے۔ اخبار آریہ گزٹ جو کہ آریہ سماج کا مشہور اخبار ہے۔ اس کے ایڈیٹر صاحب لکھ چکے ہیں۔ "اس بحث میں سب سے زیادہ حصہ پنڈت لوکناتھ جی لے رہے ہیں۔ ان کا یہ مت ہے کہ بھنگیوں کے ساتھ چھونا مصلحت وقت ہو تو ہو۔ لیکن وید انوسار نہیں ہے۔ ویدوں نے صاف طور پر کہدیا ہے۔ کہ ان کے ساتھ چھونا منع ہے۔ کیونکہ ان کے جسم کے پرمانوؤں میں بھی گندگی سما گئی ہے۔ آج کل کانگرس نے ترپت ادہار (اچھوت ادہار) کا بیڑا اٹھایا ہے۔ یہ جذبہ مبارک ہے اور ہم اس کی تہ دل سے قدر کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک مذہب کا سوال ہے ہمارے لئے وید شاستر ہیں پرمان ہیں۔ نہ کوئی کانگرس کا فرمان ۔۔۔ ۔۔۔ ہمارے لئے پنڈت لوکناتھ کی پوزیشن بالکل درست ہے۔"

(آریہ گزٹ ۲۹ جون ۱۹۲۲ء)

ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ جو کہ پرادیشک پرتی ندی سبھا کا اپنا اخبار ہے کے اس لیکھ سے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہے کہ وید اور شاستر کی تو یہی اجازت ہے کہ اچھوتوں کے ساتھ چھونا ان کے ساتھ مل کر بیٹھنا کھانا اور پینا جائز نہیں۔ مگر مصلحت وقت اور سیاسی طاقت کے بڑھانے کے لئے بعض پنڈت ان کے ساتھ چھونے کی اجازت دیتے ہیں۔ تاکہ ان دنوں جبکہ اچھوت ہندوؤں کے ظلم اور ستم سے تنگ آ کر دوسرے دھرموں کو گرہن کر رہے ہیں رک جائیں۔

پس موجودہ زمانہ میں بعض لوگوں کا اچھوتوں کے ساتھ کھانا اور چھونا یہ ایک سیاسی چال ہے۔ جو کہ عارضی طور پر مصلحت وقت کے لئے چلی جا رہی ہے۔ لیکن جب ان کا کام پورا ہو جائے گا۔ تو اچھوت سے پھر چھوت چھات شروع ہو جائے گی۔ چنانچہ ہماری تائید پنڈت وشنو متر جی کے اس مضمون سے ہوتی ہے۔ جو کہ انہوں نے پرکاش میں دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ پنڈت لوکناتھ جی فرماتے ہیں:-

"اگر آریہ سماج آپت دھرم (مصیبت کے وقت کا دہرم) کے طور پر ان اچھوتوں کے ساتھ کسی قسم کی رعائت کرنا چاہے تو میں سب کے ساتھ ہوں گا۔ اور مجھے کوئی آکشیپ (اعتراض) نہیں ہوگا لیکن شاستری مریادا وہی ہوگی جو اوپر لکھی ہے (یعنے ان کے ساتھ چھونا اور ان کے ساتھ کھانا نہیں چاہیئے۔"

(پرکاش ۱۰ اگست ۱۹۲۲ء)

غرض موجودہ زمانہ میں آریہ سماج اور بعض دوسرے لوگوں کا اچھوتوں کو ہندو دہرم سے وابستہ رکھنے کی کوشش کرنا محض ایک سیاسی چال ہے۔

وید اور اچھوت پن

اچھوتوں کے ساتھ اگر کوئی اعلے ذات کا آدمی کھاتا اور پیتا نہیں۔ تو وہ اس وجہ سے نہیں کھاتا کہ اس کا دل نہیں چاہتا۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ وید اور شاستروں میں انکو اچھوت کہا گیا ہے اور ان کے ساتھ کھانا پینا منع قرار دیا گیا ہے۔ پس ان کو اچھوت سمجھ کر ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھنا یہ اس ذہنیت کا اثر ہے۔ جو کہ ہندو گرنتھوں نے اپنے ماننے والوں کے اندر پیدا کی ہے۔ اس موقعہ پر میں مختصراً وہ چند حوالے وید اور شاستروں سے نقل کرتا ہوں۔ جن میں اچھوتوں کے خلاف تعلیم دی گئی ہے۔

وید صرف دوجوں کیلئے ہیں

وید میں لکھا ہے کہ وید صرف برہمن کھشتری۔ ویش کو پوتر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اتھرو وید میں لکھا ہے۔ کہ "من کو اتساہ سے پریرنا کرنے والی اور دوجوں کو پوتر کرنے والی ور دینے والی وید روپی جو ماتا ہے۔ اس کی میں نے تعریف کی ہے۔"

(اتھرو ادھیائے ۱۹ سوکت ۷۱)

یعنی وید جو ماں کی طرح ہے یہ صرف دوجوں کو ہی یعنے برہمن کھشتری۔ ویش کو پاک اور پوتر کر سکتی ہے۔ شودر کو نہیں گویا شودر کو یہ حق نہیں ہے۔ کہ وید کا پاٹھ کرے۔

سوامی دیانندجی کے نزدیک شودر کو وید پڑھانا

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانندنے بھی اس کی تائید کی ہے۔ چنانچہ آپ ستیارتھ میں لکھتے ہیں۔

"برہمن تینوں ورن یعنے برہمن کھشتری و ویش کا اور کھشتری کھشتری اور ویش کا اور ویش صرف ویش کا یگیوپویت کرا کے پڑھا سکتا ہے۔ اور جو خاندانی نیک چلن شودر ہو تو اس کو منتر سنگھتا (وید) چھوڑ کر سب شاستر پڑھاوے۔ اور شودر پڑھے"

(ستیارتھ باب ۳ صفحہ ۴۹)

سوامی جی کا عملی جیون

سوامی جی نے ۱۹ جون ۱۸۷۴ء کو بنارس میں ایک پاٹشالہ قائم کی۔ اور اس کے متعلق ایک اشتہار اپنے دستخطوں سے پبلک میں شائع کیا۔ جس میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ اس پاٹھ شالہ میں ادھیاپک (استاد) گنیش شرد تری جی رہیں گے۔ سو پورب میمان۔ وشیشک۔ نیائے پاتنجل۔ سانکھیہ وایدانت ورشن۔ اپنش۔ کنیا۔ کٹھ پرشن منڈک مانڈوک تیتری۔ ایتری۔ چھاندوگیہ۔ بردارنک دس اپنشد۔ منوسمرتی۔ کاتیاین اور پارسکر گریہہ سوتر ان کو پڑھایا جائے گا۔ تھوڑے سمے پیچھے چار وید چار اُپ وید تتھا جیوتش کے گرنتھ بھی پڑھائے جائیں گے۔۔۔۔ اس میں برہمن۔ کھشتری اور ویش سب پڑھیں گے۔ وید پڑیت اور شودر منتر بھاگ (وید) کو چھوڑ کر سب شاستر پڑھیں گے۔

(سوانح عمری دیانند مصنفہ لیکھرام صفحہ ۱۹۸)

سب سے پہلے میں نے ایک اتھرو وید کا منتر لکھا ہے۔ جس میں صرف ویدوں کے پڑھنے کا دوجوں کو ہی حکم ہے۔ پھر اس کی تائید میں سوامی دیانند جی کا مذہب اور آپ کا عملی نمونہ پیش کر کے بتایا ہے کہ یہ جو آریہ سماجی آجکل کہہ رہے ہیں کہ شودروں کو وید پڑھنے کا ادھیکار ہے۔ یہ وید اور سوامی جی کے مذہب کے خلاف ہے۔ کیونکہ سوامی جی یہ نہیں مانتے تھے۔ کہ شودروں کو وید وغیرہ پڑھایا جائے

ہندو شاستر

اس کے بعد جب ہم ہندو دہرم شاستروں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو وہ بھی ہماری تائید کرتے ہیں۔ اور بآواز بلند اس بات کا پرچار کر رہے ہیں۔ کہ شودر کو وید پڑھنے کا ادھیکار نہیں۔ میں اپنی تائید میں چند

ایک حوالہ ان کی دھرم پستکوں سے لکھتا ہوں:۔

(ویدانت شاستر کا فتویٰ) ویدی شودر وید سن لے تو اس کے کان سیسہ اور لاکھ وغیرہ سے بند کر دینے چاہئیں (ویدانت سوتر ادھیائے ۱ پاد ۳ سوتر ۳۸)

گوتم دھرم سوتر۔ شودر اگر وید سن لے تو لاکھ اور سیسہ اس کے کان میں بھر دینا چاہیئے۔ اگر وہ وید کا پاٹھ کرے۔ تو اس کی زبان کٹ دینی چاہیئے۔ اگر وہ وید منتر یاد کرے تو اس کو قتل کر دینا چاہیئے۔ (منقول از ستیارتھ پرکاش ستیہ سناتن دھرم شتابدی ۳۵)

دیوی بھاگوت پران ستری۔ شودر اور دوجوں کے سیوکوں کو وید پڑھنے کا ادھیکار نہیں ہے۔ اس لئے ان کے لئے پران بنائے گئے۔ (دیوی بھاگوت پوران سکند ادھیائے ۳ شلوک ۱۹)

سوامی شنکر اچاریہ ویدنت درشن کے ایک سوتر کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ شودر اگر وید سن لے۔ تو اس کے کانوں میں پگھلا ہؤا سیسہ اور لاکھ بھروا دینی چاہیئے۔ شودر شمشان (مرگھٹ) کی مانند ہے۔ لہذا اس کے پاس وید نہیں پڑھنے چاہئیں۔ شودر کو اپدیش ہی نہیں دینا چاہیئے۔ (آریہ مترکا شتابدی ۳۵)

غرض سینکڑوں شاستروں کے ایسے پرمان ہیں۔ جن سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ شودر کو وید پڑھنے کا ادھیکار از روئے ہندو دھرم نہیں اور ہندو دھرم شودر کو وید پڑھنے کا حق نہیں دیتا۔ بلکہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ شدھی کے حامی آریہ سماج کے بانی بھی شودروں کے لئے ویدوں کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ پس ہندوؤں میں سے جو لوگ جو کہ اچھوتوں کو ہندو دھرم میں آنے کا اپدیش کر رہے ہیں۔ وہ اچھوتوں کے ساتھ دھوکا اور اپنے مذہب کے خلاف کر رہے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ ہندو بھی بنے تب بھی ویدوں کی پاک بانی ان کے لئے فائدہ مند نہیں۔ کیونکہ ان کو وید پڑھنے اور سننے کا حق حاصل نہیں۔

اچھوتوں سے کھان پان

دوسری بات یہ ہے کہ آجکل بعض ہندو اچھوتوں کے ساتھ کھان پان ویوہار کرکے یہ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ہندو دھرم میں اچھوتوں کے سنگ بیٹھ کر کھانے کی اجازت ہے۔ اور اچھوت اگر بھوجن بنائے تو دوج ان کے بنائے ہوئے بھوجن کو کھا سکتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی درست نہیں۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ اچھوتوں کے ہاتھ کا بھوجن کھانا پاپ ہے۔ چنانچہ ان کی دھرم پستک میں لکھا ہے کہ جو دوج رنیچ (چوہڑے چمار) کے ساتھ جائے اور ان کے مال سے کھانا کھائے اور ان کے ساتھ بیٹھے وہ آدمی ناپاک ہو جاتا ہے۔ وہ پراک برت کرے یعنی بارہ دن تک روزہ رکھے۔

(اتری سمرتی ۱۷۲ اشلوک)

جو برہمن چنڈال کے برتن میں پانی پیتا ہے۔ وہ ۲۷ دن تک گائے کے پیشاب سے بھیگے ہوئے جَو کھائے۔ تب جا کر اس کی شدھی ہوتی ہے۔ شلوک ۱۷۱

جو متواتر ایک ماہ تک شودر کا کھانا کھاتا ہے وہ اس جنم میں شودر ہو جاتا ہے۔ اور مر کر اسے کتے کا جنم ملتا ہے۔ شلوک ۷۴

جو برہمن شودر کا اناج کھا کر پھر بیٹا پیدا کرتا ہے۔ وہ بیٹا اسی شودر کا ہے جسکا اس نے اناج کھایا تھا۔ شلوک ۷۵

شودر کا اناج کھائے ہوئے برہمن اگر مر جائے۔ تو اگلے جنم میں گاؤں کا سؤر بن جاتا ہے۔ آپستمبہ سمرتی شلوک ۱۰

پھر لکھا ہے کہ شودر کا ان جسم میں رہتے ہوئے جو برہمن مر جاتا ہے۔ وہ مرنے کے بعد سؤر کے جسم میں پیدا ہوتا ہے یا شودر ہی کے گھر جنم لیتا ہے۔ وہ بارہ جنم تک گدھا۔ سات جنم تک سؤر اور سات بار کتا بنتا ہے۔ (ویاس سمرتی ۶۴-۶۵)

غرض ہندو دھرم اچھوت کے ہاتھ کے کھانے کو پاپ قرار دیتا ہے۔ موجودہ زمانے کے آریہ سماجی بھائی جو کہ ہر جگہ سیہ بھوج کرکے اچھوتوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ ان کے سوامی جی کی تعلیم بھی یہی ہے۔ کہ اچھوتوں کے ہاتھ کا کھانا نہ کھایا جائے۔

سوامی جی کا ارشاد

سوامی جی نے یہ سوال اٹھا کر کہ ہر کس و ناکس کے ہاتھ کی بنائی ہوئی رسوئی کھانے میں کیا عیب ہے۔ کیونکہ برہمن سے لے کر چنڈال تک کے جسم ہڈی گوشت۔ چمڑے کے ہیں اور جیسا خون برہمن کے جسم میں ہوتا ہے ویسا ہی چنڈال وغیرہ کے پھر سب آدمیوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی رسوئی کے کھانے میں کیا عیب ہے۔ یہ جواب دیا ہے کہ عیب ہے۔ کیونکہ جس طرح عمدہ چیزوں کے کھانے پینے سے برہمن اور برہمنی کے جسم میں بدبو وغیرہ نقصوں سے پاک رج ویریہ پیدا ہوتے ہیں۔ ویسے چنڈال اور چنڈالنی کے جسموں میں نہیں ہوتے۔ کیونکہ چنڈال کا جسم بدبودار ذروں سے بھرا ہؤا ہوتا ہے ویسا برہمن وغیرہ ورنوں کا نہیں ہوتا۔ اس لئے برہمن وغیرہ اعلٰے ورن کے ہاتھ کا کھانا چاہیئے۔ اور چنڈال وغیرہ نیچ بھنگی چمار وغیرہ کا نہ کھانا چاہیئے۔

(ستیارتھ ۳۰۶ باب ۱۰)

اے شدھی کا ناد بجانے والے آریو اپنے سوامی کے اس ارشاد کو غور سے پڑھو

سوامی جی کا عملی جیون

سوامی جی کا ارشاد تو آپ نے پڑھ لیا اب ان کا عمل بھی دیکھ لیں۔ ان کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے۔

"سوامی جی نے پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے واسطے کھانا ہے۔ اور آپ نے بڑی غلطی کی جو کالی موہن کے ہاں کا کھانا قبول کیا۔ کیونکہ یہ بڑی مشہور بات ہے۔ کہ ان کے ہاں ایک بھنگن کھانا پکایا کرتی تھی۔ فرمایا" کہ ہمیں معلوم نہ تھا۔ ہم نے ابھی ان کی روٹی میں سے ترکاری الگ نکال کر رکھی ہے۔ میں نے کہا آپ اس کھانے کو واپس کیجئے فرمایا انہوں نے ہمارے ساتھ وفا کیا.......... چنانچہ وہ تھال واپس کرکے میرے لائے ہوئے کھانے سے تناول شروع کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی آ گئے۔ میں موجود تھا۔ کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ کل آپ نے قبول کیا۔ اور آج انکار کر دیا۔ سوامی جی نے جواب دیا۔ کہ جو کل آپ نے بیان کیا تھا۔ وہ بات خلاف معلوم ہوئی۔ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے ہاں بھنگن کھانا پکایا کرتی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے کہہ دیا تھا کہ ہم ہر ایک کے ہاتھ کا کھا لیا کرتے ہیں۔ میرے اس کہنے پر بھی آپ نے مان لیا تھا۔"

(سوانح عمری دیانند ۲۳۴ مصنفہ پنڈت لیکھرام)

یہ واقعہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ اچھوتوں کو محض آریہ سماجیوں کے لیکچر سنکر یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ ان کے ساتھ کھان پان کے تعلقات مستقل رکھ سکتے ہیں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں محض مصلحت وقت کے لئے کہتے اور کرتے ہیں:۔ خاکسار رحمہا شہ محمد عمر مولوی فاضل

قطعہ

تاریخ وفات حافظ سید عبدالمجید صاحب مرحوم

از جناب میاں محمد احمد صاحب مظہر بی۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ کپورتھلہ

آں پیکرِ انکسار و ایثار — آں عبدِ مجید محرمِ راز
بانیٔ جماعتِ مسوری — حامیٔ صداقت از سر آغاز
ہم سیّد و نیز خادمِ قوم — از علم و فروتنی سرافراز
ہم حافظ و حاجی و مہاجر — در جملہ صفاتِ نیک ممتاز
اخلاص و وفا ازو مباہی — اخلاقِ کریمہ رایر و ناز
در حلقۂ خادمانِ احمد — از زمرۂ عاشقانِ جانباز
زیں گلشنِ پاکِ روح پرور — شد جانبِ قدسیاں عناں تاز
از دارِ اماں سُبک خرامید — در دارِ جنانِ نعمت و ناز
پیوستہ بباغِ قدس بادا — ابوابِ رضائے حق برو باز

چوں سالِ وصال جُستِ مظہر
غفرانِ خدا برآمد آواز

احرار کا عجیب طریق استدلال اور دماغ فرسا منطق

علامہ مشرقی دشمن اسلام اور حکومت برطانیہ کا خفیہ کارندہ ہے۔ "قادیانی ملعون کافر اور انگریزی جاسوس ہیں۔" "مدح صحابہ کی تحریک احیائے اسلام کے لئے نہایت ضروری ہے۔" اور ان تینوں علوں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ بھائی مسلمانوں الیکشن میں اپنی پرچی احراریوں کو دینا

اس دفعہ احرار، اسمبلی کے ایک ممبر محمد احمد صاحب کاظمی کو گھیر گھار کر لے آئے۔ اور انہیں ناکردہ گناہ اپنی کانفرنس کا صدر بنا دیا۔ حالانکہ وہ نہایت سیدھے سادے مسلمان ہیں۔ اور ہرگز اس کے مستحق نہ تھے۔ کہ انہیں لاہور لاکر خراب کیا جاتا۔ اور شہید گنج والوں کی کالی جھنڈیوں کا منظر دکھایا جاتا ہمیں کاظمی صاحب سے اس "ابتلائے صدارت" میں دلی ہمدردی ہے۔

آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں پنجاب کی تعریف فرماتے ہوئے کہہ دیا۔ کہ "آریوں کے مقابلے کے لئے اہل حدیث اہل قرآن اور احمدی بھی پنجاب ہی کی سرزمین نے پیدا کئے۔" اب اہل حدیث بگڑ رہے ہیں۔ کہ ہم تو عقائد سلفیہ کے پابند ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو قدیم اور حقیقی مسلمان کہتے ہیں۔ اور صدر احرار ہم کو مرزائیوں کی طرح نیا فرقہ قرار دیتا ہے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے

جناب صدر نے اہل حدیث، اہل قرآن احمدیوں اور خاکساروں کا ذکر مبنی لعنت کے رنگ میں نہیں کیا۔ بلکہ انداز بیان سے کسی قدر استحسان ہی ٹپکتا تھا۔ ان بیچاروں کو کیا معلوم۔ کہ انہی فرقوں کی مخالفت تو احرار کے لئے روزی کی ٹھیکیداری ہوئی ہے۔ بڑے خوش قسمت ہیں۔ کاظمی صاحب کہ بچ گئے۔ ورنہ اسی فقرے پر "مرزائی" قرار دے دئے جاتے۔ اور آپ کو بھی

صدارت احرار کا مزا آجانا۔

"خالق جذبات" مولانا حبیب الرحمن صاحب لودھیانوی نے مولانا ظفر علی خاں اور مجلس اتحاد ملت کے خلاف جو مجاہدانہ تقریر فرمائی۔ اس کی گونج لاہور کی فضا میں مدتوں رہے گی۔ صدر احرار نے مولانا ظفر علی خاں کو مسجد گروانے والا۔ غدار سکھوں کو قتل کرانے والا۔ جرنیل غلام نبی کی مخبری نادر شاہ شہید سے کرنے والا ضمیر فروش اور خدا جانے کیا کچھ کہہ ڈالا لیکن سب سے زیادہ دلچسپ بات جو آپ نے فرمائی۔ وہ یہ تھی کہ "ہندوستان کی ایک موحد قوم کو جو اسلام کے نزدیک آرہی تھی۔ اسے ظفر علی خان نے کوسوں دور کر دیا۔" یعنی سکھ مسلمان ہونے ہی والے تھے کہ ظفر علی خان نے ان کو روک دیا۔

سکھوں کی قبول اسلام پر آمادگی تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے مسجد شہید گنج کو ڈھا کر رکھ دیا۔ بھلا اس سے زیادہ کسی "موحد قوم" کی اسلام نوازی اور کیا ہو سکتی ہے

مولانا ظفر علی خان نے چونکہ مسجد کی بے حرمتی پر فریاد کی۔ اس لئے سکھ مسلمان نہ ہو سکے۔ آئندہ جب کبھی کوئی قوم کسی مسجد کو گرانے کا ارادہ کرے۔ تو مسلمانوں کو خوشی منانی چاہئے۔ کہ بس اب وہ قوم مسلمان ہونے ہی کو ہے۔ احراریوں کی منطق ہمیشہ ایسی ہی دماغ فرسا ہوا کرتی ہے۔

"بڑے مولوی صاحب" "در فخر خود می گوید" کہ امیر دوست محمد خان نے میرے دادا کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ہم تو پیدائشی کانگرسی ہیں؟

آج معلوم ہوا۔ کہ "تری نیت دلیش بندھو دوست محمد خان مرحوم امیر افغانستان کانگرس کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ جب اتنے بڑے کانگرسی نے آپ کے دادا کی بیعت کر لی تو آپ سچ مچ پیدائشی کانگرسی ہو گئے۔ یعنی آپ کے دادا کو اپنے مریدی وساطت سے "کانگرسیت" کا فیض پہنچا۔ اور پھر وہ فیض پشت بہ پشت منتقل ہوتا ہوتا ہوا آج آپ کی پیشانی میں سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا ہے۔

آپ نے بڑے زور شور سے فرمایا "ہم بد دیانت نہیں۔ دیانت دار ہیں۔" اجی لاحول ولا قوۃ آپ کیا فرماتے ہیں یہ کس گستاخ نے آپ سے کہہ دیا تھا کہ آپ کو فوری تردید کی ضرورت پڑ گئی۔ دیانت تو آپ کے گھر کی لونڈی ہے۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ بے نکاحی ہے۔ یونہی گھر میں ڈال رکھی ہے۔ (انقلاب)

حضرت مولانا حبیب الرحمن لودھیانوی صدر مجلس احرار اسلام ہند نے لاہور کے ایک جلسے میں اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

ظفر علی خان کیا شے ہے؟ محض علی گڑھ کا ایک بی اے۔ ایسے ایسے شمار بی اے علی گڑھ سمیت ہم نے ٹانگ تلے سے نکال دئے۔ ہمارے نزدیک ان کی کچھ حیثیت نہیں۔

سچ فرمایا جناب نے! لیکن جناب کی ذات والا صفات نے تو دیو بند میں دو سال رہ کر صرف یہ حاصل کیا۔ کہ عربی کی صحیح عبارت نہیں پڑھ سکتے اور ظفر علی خان علی گڑھ جا کر ہر فن مولا ہو گئے۔ جناب صدر احرار جو آج کل بڑے بڑوں کو ٹانگ تلے سے نکال رہے ہیں۔ خود حضرت شیخ الہند اور مولانا انور شاہ کی صحبت میں رہ چکے ہیں۔ کاش وہ بزرگ اپنے اس شاگرد کو ٹانگ تلے ہی سے نکال دیتے۔ کہ کچھ سیکھ تو جاتا۔ علم و فضل نہ سہی۔ تہذیب و شائستگی ہی سہی لیکن "تہی مغزان فطرت" را چہ سود از صحبت انور کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

حضرت صدر احرار نے انتہائی خیرہ چشمی سے یہ بھی فرمایا کہ:۔

نظام حیدر آباد میرے سامنے کیا ہے۔ وہ ایک ڈپٹی کمشنر کو بھی سلام کرتا ہے اور میں تو وائسرائے کو بھی سلام نہیں کرتا۔

گویا مولانا حبیب الرحمن حضور نظام سے اس لئے بہتر ہیں کہ مولانا وائسرائے کو بھی سلام نہیں کرتے۔

ایک گستاخ دہریہ کہہ رہا تھا کہ مولانا حبیب الرحمن سب استاد اور باپ ہی کو سلام کرتے ہونگے۔ میں تو ان سے "اللہ تعالیٰ" کو بھی کچھ نہیں سمجھتا۔ اس لئے وانہی کی منطق کے مطابق، میں ان سے ہزار درجے بہتر ہوں۔

اگر فضیلت اسی کو ہے۔ جو بڑی سے بڑی ہستی کو کچھ نہ سمجھے۔ تو یہ دہریہ افضلیت میں صدر مجلس احرار سے نمبر لے گیا۔ (انقلاب)

احرار نے اپنی جماعت کی طرح اپنے جلسہ کو بھی آل انڈیا ظاہر کیا۔ اگر کاظمی صاحب کا صدارت کے لئے بیرون پنجاب سے تشریف لانا اس جلسہ کو آل انڈیا بنانے کے لئے کافی ہے تو اجتماع ضرور آل انڈیا تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس پنجاب کے نمائندہ کے اجتماع میں کہلانے کی بھی کوئی خصوصیت موجود نہ تھی۔ بادس نہایت پھیکا تھا۔ اہل لاہور نے جلوس کا سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کیا جلسہ میں عیش سماعت کے عادی بہت تھوڑی تعداد میں ضرور پہنچتے رہے۔ مگر اس کے جلسے نمائندہ نہیں بن جایا کرتے طبقہ اولی و ثانیہ کے مسلمانوں کا نشان تک موجود نہ تھا۔ غربا ہر شہر سے چند لیکر رضا کار بنا کر آگئے تھے۔ اور ان میں بھی بیشتر تعداد ایک پیر طریقت کے مریدوں کی تھی جو بجائے سر تسلیم خم کرنے ہی کو عقیدت کی انتہا سمجھتے ہیں۔ بہرنوع اس اجتماع کو اگر جلسہ کی بجائے رضا کاران احرار کا ایک مظاہرہ ظاہر کیا جاتا تو بانیان اجتماع کو ان کی صداقت اور کامیابی پر مبارکباد عرض کرنا ہمارے لئے مشکل نہ ہوتا

احرار کے جلسہ میں اگر کوئی غلط بیانی ہوتی تو اس کا نا قابل رشک فخر اس جماعت کے پستہ قامت لیڈر مولانا مظہر علی صاحب کو حاصل ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ تحریک مسجد شہید گنج

بعدالت عالیہ ہائی کورٹ آف جوڈیکچر بمقام لاہور

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہند نمبر ۷ ۱۹۱۳ء اور دی کمرشل بنک لمیٹڈ (زیر دیوالیہ) لاہور

تمام متعلقہ اشخاص کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مذکورہ بالا کمپنی کے قرضخواہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۶ء کو یا اس سے قبل اپنے نام اور ایڈریس اور اپنے قرضوں یا مطالبات کی تفصیل اور اگر ان کے مختار ہائے مجاز ہوں۔ تو ان کے نام اور ایڈریس میسرز بھگوتی شنکر اور بسنت کرشن کھنہ آفیشل لیکوڈیٹران کمپنی مذکور ۴۱ ایبٹ روڈ لاہور کو ارسال کر دیں۔ نیز اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر مذکورہ آفیشل لیکوڈیٹران یا ان کے مختاروں یا پلیڈروں کی طرف سے قرضہ جات یا مطالبات کے ثبوت کے لئے بذریعہ تحریری نوٹس انہیں بلایا جائے۔ تو انہیں ہائی کورٹ آف جوڈیکچر بمقام لاہور میں ان تاریخوں کو جن کی ایسے نوٹوں میں تخصیص کی گئی ہو حاضر ہونا چاہیئے۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے۔ تو انہیں ہر اس تقسیم مفاد سے محروم رکھا جائے گا۔ جو ایسے قرضوں کے ثابت کرنے سے قبل عمل میں آئے۔

قرضہ جات اور مطالبات کی سماعت۔ اور فیصلہ کے لئے ہائی کورٹ آف جوڈیکچر بمقام لاہور میں ۱۱ دسمبر ۱۹۳۶ء کو دس بجے دن کا وقت مقرر کیا گیا۔

آج بتاریخ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء جاری ہوا

دستخط کے۔ سی ویب ڈپٹی رجسٹرار

(مہر عدالت ہائی کورٹ آف جوڈیکچر)

تلاش

میاں محمد انور صاحب ولد قاضی عبد الحق صاحب مرحوم سابق سیکنڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ایڈریس کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی صاحب جانتے ہوں۔ تو دفتر نظارت بیت المال کو مطلع فرمائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

ایک غلطی کے متعلق درخواست معافی

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار روزانہ الفضل قادیان شریف

بعد سلام و آداب کے عرض ہے۔ کہ میری غلطی و سہو سے ایک جز عبارت سالانہ پرچہ جماعت نہم فارسی ڈی۔ اے وی سکول قادیان میں دیا گیا تھا جس کی بابت جناب نے اپنے معزز اخبار ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء میں بطور پروٹسٹ چند سطور لکھی تھیں۔ سو میں اس تحریر کے بارے میں حسب ذیل عرض کرتا ہوں۔ آپ اپنے معزز اخبار میں شائع فرما کر میری تسکین فرمائیں۔

میں مسمی رام رکھا۔ ایس۔ وی او۔ ٹی منشی عالم سابق فارسی ٹیچر ڈی۔ اے وی ہائی سکول قادیان

اعلان نکاح

۲۶ اکتوبر مسجد مبارک میں بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مولوی محمد بخش صاحب ولد میاں علی محمد صاحب ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول کوٹلہ نقیر ضلع ڈیرہ غازی خاں کا نکاح آمنہ بیگم صاحبہ بنت مستری سلطان محمد صاحب مرحوم ساکن سیالکوٹ حال مقیم قادیان سے مبلغ تین صد روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دُعا فرمائیں۔ کہ یہ تعلق جو کہ دائمی تعلق ہے۔ جانبین کے لئے بابرکت ہو۔

خاکسار۔ اسد اللہ خان کارکن نظارت مقبرہ بہشتی قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

پیرس ۲۷ اکتوبر۔ وزیر خارجہ فرانس نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہسپانیہ کے حالات یقیناً یورپ کو جنگ کی طرف لا رہے ہیں۔ جرمنی اور اطالیہ نے معاہدہ عدم مداخلت کی تذلیل کر کے دنیا بھر کے اشتراکیوں۔ اشتمالیوں اور جمہوریت نوازوں کو اس امر کی دعوت دی ہے کہ وہ فسطائیوں کے مقابلہ میں سے جوش کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں۔ ہر ہٹلر اور مسولینی کی سرگرمیوں کے متعلق کہا فرانس اس سے بخوبی واقف ہے کہ اسے ایک ہی وقت میں جرمنی اور اطالیہ کا مقابلہ کرنا پڑیگا لیکن فرانس جنگ سے نہیں ڈرتا۔ مزید کہا کہ روس اور برطانیہ کی امداد پر بھروسہ کرنا پرلے درجہ کی حماقت ہے فرانس کی فوجیں جرمنی کو دندان شکن جواب دے سکتی ہیں۔ لیکن اطالیہ کے مقابلہ کے لئے ابھی سے ہمیں اپنی طاقت میں اضافہ کرنا ہوگا۔ اگر جنگ کا آغاز ہو گیا۔ تو دنیا دیکھ لے گی۔ کہ بلند بانگ دعویٰ کرنے والوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔

بارسیلونا ۲۷ اکتوبر۔ اشتراکی فوج نے ہسپانیہ کے متعدد اہم مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ باغیوں کے ایک حملہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ ناکام رہا اور باغیوں کو پسپا کر دیا گیا۔

برلن ۲۷ اکتوبر۔ جرمنی اور چین کے درمیان معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں جس کی رو سے جرمنی چین کو جنگی سامان مہیا کرے گا۔ اور خام سامان جنگ بھیجے گا۔

میڈرڈ ۲۷ اکتوبر۔ حکومت ہسپانیہ کا دعویٰ کیا ہے کہ اس کی افواج ارگانڈا کے سامی زیر تین مقامات قبضہ میں کر لئے اور اگورہ کے مضبوط نقاط پر بھی قبضہ جما لیا۔ جہاں سے شدید بمباری کی گئی۔

شنگھائی ۲۷ اکتوبر۔ حکومت نانکن کے وزیر جنگ نے ایک بیان شائع کیا جس میں لکھا ہے۔ کہ جاپان کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہ آسانی سے چین کو ہضم کر جائے گا۔ اگر وہ ایسا سمجھتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔ نانکن کی حکومت کے پاس اس وقت ۳۵۰۰ ٹڈے جہاز ۱۲۰۰ آتش بار طیارے ۲۰۰ سے ہلکے بمبار طیارے

اور ۴۰۰ بھاری بم بار طیارے موجود ہیں اور تین لاکھ چینی نوجوان جدید آلات حرب سے مسلح حکم کے انتظار میں کھڑے ہیں

پراگ ۲۷ اکتوبر۔ آسٹریا جرمنی اور اطالیہ کے درمیان معاہدہ پر دستخط ثبت ہو گئے ہیں۔ جس سے زیکو سلاویکیہ میں سخت ہیجان پھیل گیا ہے۔ جرمنی کے بم بار طیارے اس معاہدہ پر دستخط ثبت ہوتے ہی زیکو سلاویکیہ کی سرحد پر پرواز کرنے لگے اور فوجوں کی نقل و حرکت شروع ہو گئی۔ زیکو سلاویکیہ کی حکومت نے اس فوجی نقل و حرکت کے خلاف زبردست احتجاج کیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ اگر ملک کی سرحدات پر جرمنی طیارے دوبارہ پرواز کرتے ہوئے دکھائی دیئے تو انہیں گولی کا نشانہ بنا دیا جائے گا۔

بوڈاپسٹ ۲۷ اکتوبر۔ حکومت ہنگری نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ کسی معاہدہ کی پابندی کرنے پر مجبور نہیں۔ موجودہ حالات میں وہ اپنی فوجوں اور اسلحہ میں اضافہ کرنے کا پورا حق رکھتی ہے۔

لاہور ۲۷ اکتوبر۔ آج پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں پنجاب موٹر ٹیکس بل ۳۶ اور ۳۱ آراء کے تناسب سے نامنظور ہو گیا۔ بہت سے ارکان نے موافق و مخالف رائے کا اظہار کیا۔ سر سکندر حیات خان نے اپنی جوابی تقریر میں کہا۔ کہ پنجاب کی سڑکیں تمام صوبوں کی سڑکوں سے بہتر ہیں۔ لیکن یہاں موٹروں پر ٹیکس اور سب صوبوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اس لئے ٹیکس میں اضافہ سے موٹر لاریوں کی تعداد میں کمی واقع نہ ہوگی رائے شماری پر بل نامنظور ہو گیا۔

لاہور ۲۷ اکتوبر۔ بعض حلقوں میں یہ خیال کیا جا رہا ہے۔ کہ حکومت پنجاب چند مشتبہ انقلاب پسندوں کے خلاف جن کے قبضہ سے مختلف مقامات میں سے لائسنس ریوالور اور کارتوس برآمد ہوئے ہیں۔ ایک مقدمہ سازش چلانے کے سوال پر غور کر رہی ہے

بمبئی ۲۷ اکتوبر۔ نول بازار میں آج صبح ایک ہندو قتل کر دیا گیا۔ اب مقتولین فسادات کی تعداد ۷۹ تک پہنچ گئی ہے۔ اس واقعہ کے فوراً بعد دوکانیں بند ہو گئیں اور پولیس کا پہرہ قائم ہو گیا۔

لاہور ۲۷ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے حکومت پنجاب نے لاہور میونسپل کمیٹی کا ایڈمنسٹریٹر مسٹر آئی۔ ای۔ جونز آئی سی ایس کو مقرر کیا ہے۔ اور لالہ شنکر داس ٹھیکیدار کو اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر بنایا گیا ہے

کوئٹہ ۲۷ اکتوبر۔ آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب ریلویز اینڈ کامرس ممبر آنریبل سر گتھری رسل چیف کمشنر ریلویز کی معیت میں یہاں پہنچے۔ آپ کی آمد ریلوے سٹیشن کی تعمیر اور اس سے متعلقہ دیگر امور کے متعلق تھی سٹیشن گذشتہ زلزلے سے تباہ ہو گیا تھا۔ آپ ۲۸ اکتوبر کو سپیشل ٹرین کے ذریعہ لاہور روانہ ہو گئے

لاہور ۲۷ اکتوبر۔ ضلع لاہور کے ایک گاؤں کے زمیندار فنانشل کمشنر اور ڈپٹی کمشنر لاہور سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو شکایت ہے کہ گاؤں کی تین ہزار گھماؤں زمین بالکل شور ہو گئی ہے اور ناقابل کاشت ہے۔ اس لئے وہ مالیہ ادا نہیں کر سکیں گے۔

لاہور ۲۷ اکتوبر۔ آج وزیر بلدیات پنجاب کی طرف سے لاہور میونسپلٹی کے توڑ دیئے جانے کا اعلان کر دیا گیا۔

لزبن ۲۷ اکتوبر۔ باغی قائد نے اشبیلیہ میں آلہ نشر الصوت پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ جب میڈرڈ پر فسطائی حکومت قابض ہو جائے گی۔ اور اشتراکیوں کا وقار اٹھ جائے گا۔ تو ہسپانیہ جرمنی اطالیہ اور دوسرے ملکوں کے ساتھ اشتراکیت کو کچلنے کے لئے تعاون کرے گا۔ باغیوں نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ اگست کے آغاز سے اسی وقت تک حکومت کے ۴۰ ہزار سپاہی ہلاک اور ۵۰ ہزار مجروح ہوئے ہیں

راولپنڈی ۲۷ اکتوبر۔ بقیہ میں

ایک مکان کو آگ لگ گئی اور جلد ہی قریب کے مکانوں میں پھیل گئی۔ مانسہرہ اور ایبٹ آباد میں جلد تار کے ذریعہ خبر پہنچائی گئی۔ اگر فائر بریگیڈ کی امداد بروقت نہ پہنچ جاتی۔ تو بالاکوٹ کی طرح بفہ بھی جل کر تودہ خاکستر ہو جاتا۔

امرتسر ۲۷ اکتوبر۔ گندم مگھر ۴ روپے ۳/۴ ۴ پائی۔ گندم ماگھ ۳ روپے ۱۱ آنہ ۱/۲ ۷ پائی۔ سونا ۳۶ روپیہ ۱۱ آنہ اور چاندی ۵۰ روپے ۸ آنے ہے۔

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) شمالی مصر کے ایک شہر میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے تصادم کی وجہ سے خطرناک صورت حالات پیدا ہو گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض عیسائی مشنری کچھ عرصہ سے عیسائیت کے پراپیگنڈا کے سلسلہ میں ایسی کتابیں تقسیم کر رہے تھے۔ جن میں اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کھلم کھلا توہین آمیز الفاظ استعمال کئے گئے۔ فساد زدہ علاقہ میں پولیس گشت کر رہی ہے۔

نئی دہلی ۲۷ اکتوبر۔ صوبائی مجالس وضع قوانین کے اجلاس دسمبر میں ختم ہو جائینگے۔ لیکن ان کو باقاعدہ طور پر ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء کو توڑا جائے گا۔ صوبائی انتخابات فروری میں ختم ہونگے اور مارچ میں گورنر وزراء کا انتخاب کریں گے۔ اور یکم اپریل سے وہ اپنے عہدوں کا چارج لے لینگے۔

سرہند ۲۷ اکتوبر۔ وائسرائے کیمپ سے اعلان شائع ہوا ہے کہ ہز ایکسیلینسی وائسرائے نے ۲۵ اکتوبر کا دن جالندھر اور لدھیانہ کے دیہات اور مختلف ادارات کے معائنہ میں گذرا زراعتی اوزاروں کا معائنہ کیا۔ لدھیانہ میں آپ نے پارچہ بافی اور ہوزری کی مصنوعات کا معائنہ کیا موضع ننددپور میں انہوں نے بیلوں اور اونٹوں کے ذریعہ چلائے جانے والے ہلوں کا تجربہ کیا۔

منٹگمری ۲۶ اکتوبر۔ کل رات پولیس لائینز میں ایک سب انسپکٹر کے ملازم نے اپنے آقا کو سوتے دیکھ کر استرے سے ان کی ناک کاٹ لی اور فرار ہو گیا۔ آج ملازم نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی